© rasailojaraid.com

جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

میری کہانی

آپ کو معلوم ہے کونسا خون میرے جسم میں ہے میں تو رک نہیں سکتا میں نے جو پڑھا ہے جو اساتذہ نے پڑھایا ہے، جس باپ کا خون میرے جسم میں آیا ہے، جس ماں کا میں نے دودھ پیا ہے، اور جس مرشد نے مجھے تلقین کی ہے، میں مرتے دم تک اسکو بیان نہ کروں تو سمجھوں گا کہ میں عطاء اللہ شاہ کا بیٹا نہیں کسی ان پڑھ کا بیٹا ہوں، دنیا میں زندہ رہنے کے لئے بہت سے کام ہیں اور وہ میں کر سکتا تھا۔ کتابت میں اب بھی ٹوٹے پھوٹے کاتبوں سے اچھی کر لیتا ہوں، طب مجھے الہامی طور سے یاد ہے، دادا کی دعا بھی تھی۔ بندے مار، قبرستان آباد کرنے والے طبیب میں ان سے زیادہ طب جانتا ہوں۔ مجھے اجازت بھی ہے، طبابت اور کتابت علماء کا پرانا فن ہے۔ علماء یہ دونوں سیکھا کرتے تھے کہ اگر معاش کا کوئی ذریعہ نہ رہے تو کتابت کر کے، کتابیں لکھ کر روٹی کما لیں گے۔ دوائیں بیچ کر روٹی کمائیں گے۔ یہ سب میں کر سکتا تھا باپ کی دعائیں تھیں ماں کی تمنا تھی میں نے اماں جی سے کچھ حالات پوچھے، بچپن میں بھی سناتی تھیں۔

فرمانے لگیں کہ تمہاری پیدائش سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا کہ پورے شہر میں ہل چل مچی ہوئی ہے کہ مدینے والے کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں اور وہ لوگوں کو کچھ دے رہے ہیں۔ تو میں بھی گھر سے چلی اور انکی خدمت میں پہنچ گئی۔ میں نے دیکھا، انہوں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھا ہے۔ بڑا ڈیل ڈول ہے، سفید چادر ہے، میں نے اور کچھ نہیں کہا، السلام علیکم کہا، جواب دیا تو میں نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوں کچھ مجھ کو بھی عطاء ہو۔ زبان سے فرمایا اچھا۔ تو پاس قرآن اور حدیث پڑے تھے قرآن دیا پھر حدیث کی کتاب مجھے دی، میں نے اور کچھ نہیں کہا میں دونوں کتابیں لے کر کے واپس چلی آئی پچھلی گرمیوں میں میں نے پوچھا کہ پھر آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر سمجھی؟ فرمانے لگیں پہلے تو کچھ خیال نہیں آیا لیکن جب تم پیدا ہونے کے بعد دو تین برس کے ہوگئے، تم نے قرآن پڑھنا شروع کیا کسی مکتب میں تمہیں بھیج نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ دور تھا پھر تم بڑے ہوئے تو ۱۹۳۴ء میں قرآن یاد کرنا شروع کیا۔ میں آپکو بتادوں۔ سوا پارہ تو مجھے اب تک یاد ہے میں نے اماں جی سے اس سال بھی تصدیق کی میں نے بیہوشی کے عالم میں تین سال میں اماں جی سے پانچ پارے یاد کر لیے تھے اس کے بعد ابا جی کی "ریل اور جیل" کی وجہ سے اور ویسے بھی وہاں کوئی مدرسہ نہیں تھا جس محلہ میں پیدا ہوا۔ اگر اماں جی بیمار نہ ہوتیں تو میں دو، اڑھائی سال میں حفظ کر لیتا۔

فرماتی ہیں، تم نے قرآن حفظ کر لیا اور پھر جالندھر گئے حدیث پڑھنے کیلئے تب میرے دل میں خیال آیا کہ یہ وہی قرآن و حدیث ہے جو مجھے خواب میں ملا تھا۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے آپکا وہ خواب پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سر جہیز عطاء فرمائی، عمل بھی ہو جائے تو بہت بڑی سعادت ہے اور اسی میں عافیت ہے۔ میں اسکو چھوڑ دوں تو معاذ اللہ قرآن کا کیا بگڑے گا، حدیث کو کوئی چھوڑ دے تو حدیث کا کیا نقصان ہو گا۔ اپنی عاقبت خراب ہوگی۔ یہ جہیز اللہ نے مجھے نعمت کے طور پر عطاء فرمائی ہے میں قیامت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک اسکا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میں نے قرآن و حدیث اسی لئے پڑھا کہ تمام عمر اس کی تعلیم و تبلیغ میں صرف کردوں گا۔ میں سکول میں داخل ہوا تین سال بعد چھوڑ دیا، محلہ والوں نے، دوستوں نے کہا کہ شاہ جی کیوں اٹھا لیا تسی منڈے نوں؟ اباجی فرمانے لگے کہ بھائی میں نے اسکو پولیس میں بھرتی نہیں کرانا۔ یہ میرا حلالی بیٹا ہے۔ اس کیلئے دعا کرو پڑھ جائے، عالم ہو، میں اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، کافی ہے۔۱۹۳۴ء میں تو اچھی طرح ہوش میں تھے۔ اس کے قریباً ایک سال پہلے حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ مئی ۱۹۳۳ء اور صفر ۵۳ھ میں۔ جب میں محفل میں بیٹھتا تو تازہ تازہ صدمہ تھا، ہر محفل میں اباجی امرتسر میں دہلی میں مسوری پہاڑ پر یہی کہتے دعا کرو اللہ اسکو انور شاہ کی گدی پر بٹھائے مجھے کیا معلوم میں نے سوچا کہ انور شاہ ہمارا کوئی رشتہ دار ہے۔ آخر ایک دن میں نے پوچھا۔ امرتسر سفر سے آئے تھے میں نے کہا اباجی یہ انور شاہ کون ہے؟ جسکا آپ بار بار نام لیتے ہیں۔ اباجی رو پڑے، کہنے لگے تمہیں کیا بتاؤں کہ کونسی دولت ہم سے چھن گئی ہے۔ اے کاش تم دیکھتے کہ آدمی کی شکل میں فرشتہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ بات میں نے حضرت درخواستی کے سامنے خانپور کے اجتماع میں بھی بیان کی تھی۔ جس کی یادیں اب تک باقی ہیں۔ وہاں بھی میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ کسی کو سمجھ میں آئی تو ٹھیک ہے۔ جسکو نہیں آتی اب بھی غور کرلیں بات میں نے ٹھیک کہی تھی اور اللہ کی توفیق سے کہی تھی۔

کہتا وہی ہوں جو ہونے والا ہوتا ہے اور میرا اللہ کہلواتا ہے۔ اب بھی کہتا ہوں جنہوں نے نہیں مانا ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ زندگی رہی تو اور ٹھوکریں کھائیں گے۔ بے دین لیڈروں کے بوٹ چاٹیں گے تو اپنی شناخت ختم کر بیٹھو گے۔ میں ایسے مولوی کو مولوی نہیں سمجھتا۔ اپنی اداء پر رہو، اپنے باپ دادا اور استاد کے نقش قدم پر رہو، اپنی جھونپڑی کو نہ بھولو، لوگوں کے محلات دیکھ کر پاگل نہ ہو جاؤ۔ میں اب بھی اپنے کمرے میں زمین پر سوتا ہوں۔ مخملی گدوں کا لطف جانتا ہوں، قالینوں پر جوتوں سمیت چلنا مجھے بھی آتا ہے۔ حرام کی آمدنی سے پلاؤ کی پکی ہوئی دیگ میں بھی کھا سکتا ہوں۔ بڑے بڑے بے دین لیڈروں کی طرف سے "ویلکم"، "مرحبا" کی آوازیں میں بھی سن سکتا ہوں...... مگر میں اپنے ضمیر کو اور باپ کے خون کو کہاں لے جاؤں؟ جس ماں نے قرآن و حدیث خواب میں وصول کیا اور زندگی میں مجھے دے دیا اسکو کہاں پھینک دوں؟ میں نے اماں جی سے یہ بھی پوچھا کہ آپ نے انکو کیا سمجھا وہ کون تھے جنہوں نے آپ کو خواب میں قرآن و حدیث دیا؟ فرمانے لگیں پہلے تو توجہ نہیں تھی اب یہ کہتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔؟ کون مجھ کو قرآن و حدیث دے سکتا ہے؟ وہ وراثت تھی جو مجھے عطاء ہوئی۔ یہ ہے تمہاری وراثت، یہ ہے تمہاری دولت، اسکی حفاظت کرو..... اللہ کا کرم ہے جس نے وہ ماں باپ عطاء کیے جو سید تھے ماں باپ دادا کے حسنی حسینی سید ہونے میں مجھے شک نہیں۔ میرے اعمال تو برے ہو سکتے ہیں لیکن میں حلالی ہوں اور میری رگوں میں حسنی حسینی خون دوڑ رہا ہے میں انہی کے نقشِ قدم پر ہوں۔ قرآن و حدیث، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ ازواج و اصحاب رسول علیھم الرضوان ہی میرے لیے توشۂ آخرت ہے۔

اقتباسِ خطاب جامع مسجد عثمان محلہ رحیم آباد خانپور ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ ۲۷ نومبر ۱۹۸۵ء

© rasailojaraid.com